سکونِ دل

افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

مرتب

[illegible]

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : سکون دل
صاحب خطبات : حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب : مولوی صلاح الدین سیفی
باہتمام : قاری فیض الحسن اعظمی
تعداد : ۱۱۰۰ 90/=
ناشر : مکتبہ صوت القرآن دیوبند 247554
موبائل:01313211053_فون:01336-223460

ملنے کے پتے
ادارہ فیض فقیر ترکیسر، سوت، گجرات (انڈیا
مکتبہ سعدیہ ترکیسر، سورت، گجرات
کتب خانہ عبداللہ کاکوزنی ترکیسر، سورت، گجرات
قراءۃ اکیڈمی ترکیسر، سورت، گجرات

اللہ اللہ اللہ

اپنے دل کی بات

باسمہ تعالیٰ

پیش نظر کتاب (سکون دل) حضرت والا (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ) کے ان مواعظ کا مجموعہ ہے جو ملک زامبیا کے لوساکا شہر کے اندر مستورات کے لئے بالخصوص اور مردوں کے لئے بالعموم مختلف وقتوں میں ہوئے چوں کہ حضرت والا گذشتہ کئی سال سے ''زامبیا'' میں رمضان المبارک کا اعتکاف فرماتے ہیں چنانچہ یہ اکثر بیانات بحالت اعتکاف ہوئے ہیں، حضرت والا مسجد کے اندر ہوتے تھے اور خواتین مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں باپردہ جمع ہوجاتی تھیں ،پھر حضرت والا وعظ فرماتے تھے جس میں عورت اور مرد دونوں ہی کے لئے ترتیبی باتیں ہوتی تھیں، ان مواعظ کا اثر وہاں اتنا ہوا کہ اکثر عورتیں شرعی حجاب میں آگئیں، اور سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر اللہ رب العزت کے قرب کے منازل طے کرنے لگیں، ذالك فضل الله.

حضرت سے مشورے کے بعد اللہ رب العزت کی دی ہوئی توفیق سے ان مواعظ کو جمع کرنا شروع کیا اور ''سکون دل'' کے نام سے جو کہ استاذ محترم جناب حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر کا منتخب کردہ نام ہے، اسکی پہلی جلد پیش خدمت ہے، مستورات کے مواعظ کا یہ سلسلہ کئی جلدوں تک انشاء اللہ جاری رہے گا۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر اس موقع پر جناب الحاج یونس بھائی اور شاہنواز بھائی راوت کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے ان مواعظ کو جمع کرنے میں اس عاجز کا پورا پورا

تعاون کیا، نیز انکی اشاعت کے لئے جس کسی نے بھی جس نوعیت کا تعاون کیا اللہ رب العزت سے دعاء ہے اللہ تعالیٰ انکی کو دوارین کی سعادتوں سے بھر دے آمین۔

یہ عاجز اور مسکین بندہ، اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ، اللہ رب العزت کا بے انتہا شکر گزار ہے کہ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل واحسان سے اس مبارک کام میں مصروفیت عطا فرمائی پیارے رب اس عاجز و مسکین کے لئے اس کام کو ذریعہ نجات بنادے اور قبول فرما کر حضرت کا فیض عام تام فرمادے، اور اللہ رب العزت سے دعاء ہے اللہ رب العزت حضرت والا کو سلامت باکرامت رکھے اور آپ کے فیض کو تا قیامت جاری رکھے آمین یارب العالمین۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بارگاہ الٰہی میں دعاء ہے اللہ رب العزت ان مواعظ کو ذریعہ "سکون دل" بنا کر ہمیشہ کے لئے شفائے دل نصیب فرمادیں۔

والسلام

صلاح الدین سیفی

کان اللہ عوضاً عن کل شیء

دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت گجرات (انڈیا)

مُناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پر نور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پر نور کر دے

مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے

مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے

نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے

ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اسکو بے مقدور کر دے

مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں — اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
کون منظور ہے کون مردود ہے — بے خبر کیا خبر تجھکو کیا کون ہے
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر — تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو — تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
ہے خبر بھی تو ہی مبتداء بھی تو ہی — ناخدا بھی تو ہی ہے خدا بھی تو ہی
رزق پر جسکے پلتے ہیں شاہ و گدا — تجھ احد کے سوا کون ہے
سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو — تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
اولیا تیرے محتاج اے رب کل — تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
انکی عزت کا باعث ہے نسبت تیری — انکی پہچان تیرے سوا کون ہے
سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو — تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
میرا رب سن رہا ہے میری یہ دعاء — جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب مری راہ میں حائل نہ ہو — نامہ بر کیا بلا ہے صبا، کون ہے
اولیا انبیا ، آل بیت اور نبی — تابعین و صحابہ پہ جب آنکی
گر کے سجدے میں سب نے ہی عرض کی — تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے
اہل فکر و نظر جانتے ہیں۔ تجھے — کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر اسکو تو فضل باری سمجھ — ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں
اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے — میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے — خدایا فضل فرما دل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں — بدل دے میرا راستہ دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں — مزا آجائے مولی دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں — تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوی سے — جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
سبق فرما مسلسل یاد اپنی — خدایا رحم فرما دل بدل دے
پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ — رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے — بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
میری فریاد سن لے میرے مولی — بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

خطبات ایک نظر میں

شمار	عناوین	از صفحہ
۱	زبان کا صحیح استعمال	۹
۲	حیا و پاکدامنی	۴۱
۳	عورت کا محافظ اسلام	۸۱
۴	ازدواجی زندگی	۱۰۳
۵	انسان کی تربیت میں عورت کا کردار	۱۵۱
۶	موت کی یاد	۱۸۷
۷	شوق جنت	۲۱۱

﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (پ۴، سورہ ۳، آیت ۱۶۸)

زبان کا صحیح استعمال

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام زامبیا، لوساکا

فہرست عناوین

نمبر	عناوین	صفحہ
۱	اقتباس	۱۱
۲	تعلیم وتربیت	۱۲
۳	زبان سے نکلے الفاظ کی اہمیت	۱۳
۴	دو لفظوں کا کرشمہ	۱۳
۵	فکر کی ضرورت	۱۴
۶	تحدیث نعمت	۱۵
۷	بظاہر چھوٹی جرم بڑا	۱۵
۸	جنت کی ضمانت	۱۶
۹	سچ کی بات	۱۶
۱۰	خوش نصیب کون؟	۱۷
۱۱	خاموشی کے فوائد	۱۷
۱۲	قول وفعل میں حیاداری	۱۸
۱۳	ایک مثال	۱۸
۱۴	گر کی بات	۱۹

شمار	عناوین	صفحہ
۱۵	زندگی کی بنیاد سچ پر رکھیں	۲۰
۱۶	موقع پر گفتگو	۲۱
۱۷	گھر کی بات گھر میں	۲۴
۱۸	سوچ کر بولئے	۲۵
۱۹	سوچ کر بولئے	۲۵
۲۰	سخت کلامی سے پرہیز	۲۶
۲۱	حکماء کا قول	۲۷
۲۲	برائی کا جواب اچھائی سے	۲۷
۲۳	اللہ تعالیٰ کو چھ چیزیں ناپسند ہیں	۲۷
۲۴	جھوٹ کے موقع سے بچئے	۲۹
۲۵	کاندھلہ کا واقعہ	۲۹
۲۶	سچ کام بنادیتا ہے	۳۱
۲۷	کعب ابن مالکؓ کا سچ	۳۳
۲۸	ایک واقعہ	۳۴

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اقتباس

☆

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جسکا جتنا ظرف ہے اتنا وہ خموش ہے

خاموش رہنا تدبر کی علامت ہوتی ہے، عقلمندی کی علامت ہوتی ہے، اور انسان کے سمجھدار ہونے کی علامت ہوتی ہے، جب کہ ہر وقت ٹر ٹر کرتے رہنا یا انسان کی بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے، یاد رکھیے گا کہ "زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، پاؤں پھسل گیا تو بندہ پھر اٹھ سکتا ہے، لیکن اگر زبان پھسل گئی تو وہ لفظ پھر واپس نہیں آسکتا" اسلئے جس بندے کی زبان بے قابو ہو تو اس بندے کی موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے۔

﴿ از افادات ﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ...... اما بعد!

اَعوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطانِ الرَّجیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفعَلُونَ کَبُرَ مَقتًا عِندَ اللّٰہِ اَن تَقُولُوا مَالَا تَفعَلُونَ﴾ (پ۲۸، سورہ ۶۱، آیت ۲)

"اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے ہو، بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو"

وقال اللّٰہ تعالیٰ فی مقام آخر

﴿یَقُولُونَ بِاَفوَاھِھِم مَّا لَیسَ فِی قُلُوبِھِم﴾ (پ۴، سورۃ ۳، آیت ۱۶۸)

"کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں ہے ان کے دل میں"

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی مقام آخر

﴿مَا یَلفِظُ مِن قَولٍ اِلَّا لَدَیہِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ﴾ (پ۲۶، سورۃ ۵۰، آیت ۱۸)

"نہیں بولتا ہے کوئی بات مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ نگراں مقرر ہے"

وقال رسول اللّٰہ ﷺ

[اَلمُسلِمُ مَن سَلِمَ المُسلِمُونَ مِن لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ]

"مسلمان تو وہ ہے جسکے زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"

سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِک وَسَلِّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِک وَسَلِّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِک وَسَلِّم

تعلیم و تربیت

دو الفاظ ایک ساتھ بولے جاتے ہیں: ۱۔ ...... تعلیم ۲۔ ...... تربیت

تعلیم تو انسان مدارس سے دار العلوموں سے پالیتا ہے، لیکن تربیت اس کو ان

جگہوں سے نہیں ملتی، اسکے لئے اسے بعض اشخاص کی خدمت میں رہنا پڑتا ہے، جو انسانوں کو انسان بنانے کا کام کرتے ہیں، انسان کا دنیا میں آنا آسان لیکن صحیح معنوں میں انسان بنجانا بڑا مشکل کام ہے، جو بنتا یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے، یہ کام انبیاء کرام کے ذمہ تھا، جو دنیا میں انسان کو انسان بنانے کے لئے تشریف لائے تھے اور جب دنیا سے پردہ فرمانے لگے، تو یہ کام انکے ورثاء جو علماء صلحاء تھے ان کو دیدیا گیا، اب قیامت تک ایسے افراد نورِ نسبت کو دل میں لئے ہوئے تربیت کا کام کرتے رہیں گے، یہ لوگ دیکھنے میں ایک فرد نظر آئیں گے، مگر حقیقت میں ایک جماعت سے بھی زیادہ وزنی ہوں گے، جیسے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً﴾ (پ۱۴ النحل) "میرا ابراھیم تو ایک امت تھا" یہ قرآن مجید کی کتنی وزنی دلیل ہے کہ دیکھنے میں تو فرد واحد ہے لیکن اللہ کے یہاں امت سے بھی زیادہ وزن رکھتے ہیں۔

زبان سے نکلے الفاظ کی اہمیت

غور کیجئے کہ جب کوئی کافر کلمہ پڑھتا ہے، اسکو کوئی بھاگا دوڑی یا ورزش نہیں کرنی پڑتی، بلکہ صرف اپنی زبان سے کلمے کے دو الفاظ کہنے پڑتے ہیں، جنکے ادا کرنے سے پہلے وہ کافر ہوتا ہے، کہنے کے بعد مسلمان بنجاتا ہے، پہلے اللہ کا دشمن تھا اب اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے، پہلے شیطان کا بندہ تھا، اب رحمٰن کا بندہ بن جاتا ہے، اسکے اگر سو سال کے بھی گناہ ہوں گے، پروردگار عالم اسکے سو سال کے گناہ بھی معاف فرمادیں گے، تو معلوم یہ ہوا کہ زبان سے نکلے الفاظ کے بعد اسکی زندگی کا بالکل ہی رخ بدل جاتا ہے، چنانچہ زبان سے نکلے الفاظ کی اللہ رب العزت کے یہاں بہت قدر و قیمت ہے۔

دو لفظوں کا کرشمہ

جب کسی مرد یا عورت کا نکاح ہوتا ہے، اس نکاح کے وقت جب مرد قبول

کرتا ہے، تو اس وقت اسکو اپنی زبان سے فقط اتنے ہی الفاظ کہنے پڑتے ہیں " کہ میں نے اس لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کیا " یا اتنا کہدے کہ " میں نے اسے قبول کیا " اتنے چند لفظ کہنے پر وہ لڑکی جو اسکے لئے غیر محرم تھی، جس کی طرف دیکھنا اسکے لئے کبیرہ گناہ تھا، جس سے بات چیت کرنا اسکے لئے حرام تھا، وہ لڑکی اتنے الفاظ کہنے کے بعد اسکے لئے محرم ہی نہیں بنتی بلکہ شریکۂ حیات بنجاتی ہے، اب یہ اسکے ساتھ پوری زندگی گذارتا ہے، تو سوچئے کہ نکاح کے وقت فقط چند الفاظ کے بولنے پر دو انسانوں میں کتنی جدائیاں تھیں، اب وہ اتنا قریب ہو گئے کہ کہنے کو تو جسم دو ہیں مگر ان دونوں کے جسم ایک جیسے ہیں، یہ خوشی اور غمی کے ساتھی بنجاتے ہیں، تو اللہ رب العزت کے یہاں زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اتنی اہمیت رکھتے ہیں، کہ جس طرح چند الفاظ نے اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان کے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا، اسی طرح اگر کوئی مرد کسی وقت اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ کہدیتا ہے تو دو الفاظ کے زبان سے نکلنے پر وہ عورت جو اس کی شریکۂ حیات تھی اسکے بچوں کی ماں تھی، اسکے دکھ درد کی ساتھی تھی، اب اسکے لئے اجنبیہ بن گئی، وہ پھر اسکے لئے نامحرم بن گئی تو نکاح اور طلاق کے چند الفاظ سے انسان کی زندگی میں کتنی تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

فکر کی ضرورت

اس سے اندازہ لگانے کی ضرورت ہے کہ انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ رب العزت کے یہاں کتنا وزن رکھتے ہیں، اور ہم ہیں کہ زبان سے الفاظ نکالے ہی چلے جاتے ہیں اور احساس بھی نہیں رکھتے کہ ان الفاظ کا کیا مطلب ہے اور دوسرے پر اسکے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں، کیا ہم کسی دوسرے کو تکلیف تو نہیں پہنچا رہے؟ ہم اللہ کی کسی مخلوق کا دل تو نہیں جلا رہے؟ غور کرنا چاہیئے کہ ہم اپنی زبان سے ایسے کلمات تو نہیں نکال رہے جو کلمات کفر کہلاتے ہیں اسلئے مشائخ کے یہاں زبان کے صحیح استعمال کی مستقل محنت کروائی جاتی ہے۔

تحدیث نعمت

الحمد للہ اس عاجز نے اپنے مشائخ کی صحبت میں زندگی کے بائیس سال گذارے تب اس عاجز کو خلافت و بیعت کی ذمہ داری سونپی گئی، مشائخ نے اس بات کی محنت کروائی کہ آپ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکلنا چاہیئے، اب بتایئے کہ جب خانقاہوں میں پینتیس پینتیس سال محنت کروائی جاتی ہے، ہر ہر بات پر اپنے کان متوجہ ہوتے ہیں، کہ میری زبان سے کوئی بات خلاف واقعہ تو نہیں نکل رہی جھوٹ تو نہیں نکل رہا، تو سوچئے کہ انسان کی زندگی میں کس قدر سچ آجاتا ہے، جس زبان سے جھوٹ نکلنا بند ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت اس زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو بھی رد نہیں فرماتے، اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زبان کا صحیح استعمال کریں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ﴾ (پ ۲۶ سورۃ ۴۹ آیت ۱۱) "اے ایمان والو تم دوسرے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرو ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں، تم انکو برے ناموں سے نہ پکارو، اپنی زبان سے تم بری بات نہ نکالو، کہ ایمان لانے کے بعد زبان سے بری بات کا نکالنا اللہ رب العزت کے نزدیک بہت برا ہے، تو گویا ہمیں اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دی جارہی ہے، اور اس بات کو سمجھایا جارہا ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر ہم استعمال کیا کریں۔

بظاہر چھوٹی جرم بڑا

زبان کے بارے میں علماء نے لکھا ہے جِرْمُهٗ صَغِیْرٌ وَ جُرْمُهٗ کَبِیْرٌ "اسکی جسامت تو چھوٹی ہوتی ہے لیکن اس سے ہونے والے جرم بہت بڑے ہوا کرتے ہیں" تو زبان دیکھنے میں جتنی چھوٹی ہوتی ہے اس سے سرزد ہونے والے جرم

اتنے ہی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، چنانچہ انسان زبان سے غیبت کرتا ہے اور غیبت اتنا بڑا جرم ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ [اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا] "غیبت تو زنا سے بھی زیادہ بری بات ہے" زبان سے جھوٹ نکلتا ہے اور اتنا نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم جھوٹوں کے دفتر میں اس بندے کا نام لکھ دو، چغل خوری انسان زبان سے ہی کرتا ہے، دوسروں پر بہتان تراشی آدمی زبان سے ہی کرتا ہے، دوسروں کے دل کو ایذا پہنچانا دل آزاری جسے کہتے ہیں یہ سب زبان ہی سے کی جاتی ہیں، اسلئے یاد رکھنا! "بیماریوں میں سے سب سے بری دل کی بیماری اور دل کی بیماریوں میں سے سب سے بری دل آزاری ہوتی ہے" تو جب ہم کسی بندے کا دل جلار ہے ہوتے ہیں تو اسکے بدلے ہمارے نامہ اعمال میں گناہوں کے انبار لگ رہے ہوتے ہیں، اسلئے زبان کو انسان صحیح طرح استعمال کرے شریعت نے ہمیں اسکی اہمیت بتلادی ہے۔

جنت کی ضمانت

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو انسان جسم کے دو اعضا کے صحیح استعمال کرنے کی ضمانت دیدے میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) مَابَیْنَ لِحْیَیْہِ (۲) وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ "ایک وہ عضو جو دو جبڑوں کے درمیان ہے جسے زبان کہتے ہیں، اور دوسرا وہ عضو جو انسانوں کے دو رانوں کے درمیان ہے (انسان کے جسم کے پوشیدہ اعضا) تو جو انسان ان دونوں اعضا کی ضمانت دیدے، میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

پتے کی بات

قیامت میں جو انسان جہنم میں جائیں گے وہ اکثر زبان کے غلط استعمال ہی کی وجہ سے جائیں گے، یہاں پر ایک نقطہ سمجھنے کا ہے کہ اللہ رب العزت نے زبان کو ڈبل پروٹیکشن {PROTECTION} (حفاظت) دی ہے آپ اگر غور کریں تو

پتہ چلے گا کہ زبان کے اوپر اللہ نے دو کور دیئے ہیں، ایک تو اس کے گرد دانتوں کا حصار بنایا گیا، دوسرے اسکے گرد ہونٹوں کا حصار بنایا گیا، جب زبان کو کھولنا ہو تو پہلے ہونٹ کھلتے ہیں، پھر دانت کھلتے ہیں، تب جا کر زبان چلتی ہے، اسکے ذریعہ بندے کو اللہ تعالی نے یہ بتلایا کہ اسکو چلانے سے پہلے انجام کو سامنے رکھنا۔

اسی طرح انسان کی شرم گاہ بھی دو کپڑوں کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے اسکو بھی دو کپڑوں کے اندر آدمی محفوظ رکھتا ہے، عام طور پر آدمی دیگر اعضاء کو تو ایک کپڑے سے ڈھانپتا ہے لیکن شرمگاہ کو دو کپڑوں سے ڈھانپتا ہے، ایک زیر جامہ دوسرے قمیص، کہ ان دونوں کو ہٹانے سے پہلے ذرا انجام کو یاد رکھ لینا کہ اسکی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے۔

خوش نصیب کون؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کئی مرتبہ کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، خوش نصیب ہیں وہ انسان جنکی خاموشی فکر کے ساتھ ہو، اور انکی گفتگو ذکر کے ساتھ ہو، یعنی انسان خاموش رہے تو اللہ کی یاد میں لگا ہو اور اگر بات بھی کرے تو نیکی کی بات کرے، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ اکثر خاموش رہتے ہیں، آپ کچھ نصیحت کیا کریں تاکہ لوگوں کو کچھ فائدہ ہو، تو حضرت نے بہت پیاری بات فرمائی سونے کی ڈلیوں سے بھی پیاری، فرمایا کہ "جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہ پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا"۔

خاموشی کے فوائد

خاموشی بھی بعض اوقات بہترین جواب ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ خاوند نے ذرا سی بات کہی تو بیوی کو بھی بولنا لازمی ہے، یا بیوی نے کوئی بات کی تو خاوند

کے لئے اسکا جواب دینا فرض ہے، کئی مرتبہ مخاطب کی بات کا بہترین جواب خاموشی ہوتی ہے تو ہم اس بات کو نہ بھولیں کہ خاموش رہنے سے بھی انسان کا پیغام دوسرے تک پہنچ جاتا ہے۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا وہ خموش ہے

تو خاموش رہنا تدبر کی علامت ہوتی ہے اور عقلمندی کی علامت ہوتی ہے، اور انسان کے سمجھدار ہونے کی علامت ہوتی ہے، جب کہ ہر وقت ٹر ٹر کرتے رہنا یہ انسان کی بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے، یاد رکھیے گا کہ ''زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، پاؤں پھسل گیا تو بندہ پھر اٹھ سکتا ہے، لیکن اگر زبان پھسل گئی تو وہ لفظ پھر واپس نہیں آسکتا'' اسلئے جس بندے کی زبان بے قابو ہو تو اس بندے کی موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے۔

قول و فعل میں حیاداری

ایک نوجوان نے فحش کلامی کی، ایک بزرگ نے اسے کہا اے نوجوان! ہوش کر کہ تو اللہ رب العزت کے نام کیسا خط بھیج رہا ہے، اسلئے کہ جو بھی انسان بولتا ہے وہ نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، قرآن پاک میں فرمایا گیا ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ اسلئے ان بزرگ نے فرمایا کہ اے نوجوان غور کر کہ تو اللہ رب العزت کے نام کیسا خط بھیج رہا ہے، اسلئے جو بندہ اپنے اقوال میں احتیاط نہیں رکھتا وہ اپنے احوال میں بھی احتیاط نہیں رکھتا ہے۔

ایک مثال

چنانچہ یحیی ابن معاذ رازیؒ فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال ہنڈیا کے مانند ہے، اور زبان کی مثال چمچہ کے مانند ہے'' ہنڈیا سے تو وہی کچھ چمچہ میں نکلتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے تو جب کسی انسان کی زبان سے گندی باتیں نکلیں غیبت

نکلے، جھوٹ نکلے، تو سمجھ لیجئے کہ اسکے دل میں یہی برائیاں بھری پڑی ہیں، اور یہ بھی ذہن میں رکھئے گا محققین نے لکھا ہے کہ ''عورت کی زبان ایسی تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوا کرتی'' عام طور پر یہ بات مشاہدے میں آئی کہ عورتوں کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے، مردوں میں یہ بیماری کہ ذرا ذرا سی بات پر ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہم اپنوں پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں، یہ بات ذہن میں رکھ لیجئے کہ جب بھی اپنوں سے کوئی قصور ہوتا ہے اس میں اپنا بھی کچھ نہ کچھ قصور ہوتا ہے، اسلئے مرد ذرا غور سے اس بات پر توجہ دیں، لوگ بچوں پر، بیوی پر، ہاتھ اٹھاتے ہیں یہ ہاتھ کا اٹھانا کوئی اچھی بات نہیں، ہاتھ انسان اس وقت اٹھاتا ہے کہ جب وہ ہار مان لیتا ہے کہ میں زبان کے ساتھ سمجھانے سے قاصر ہوں، گویا جس بندے نے یہ شکست تسلیم کر لی کہ میں اپنی بیوی کو، بیٹی کو، بچوں کو، لسان سے سمجھانے کی اہلیت نہیں رکھتا زبان سے سمجھا نے میں میں شکست کھا گیا ہوں، تب وہ بندہ اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے، تو ہاتھ کا اٹھانا مردانگی نہیں دیوانگی ہوتی ہے، شریعت نے بہت اخیر میں جا کر ایک بات کہی کہ اگر کسی آدمی کی بیوی، کوئی فحش کام کر لے اور یہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے تو اگر اسکو شوہر زبان سے سمجھائے وہ پھر بھی باز نہ آئے تو پھر شریعت نے کہا کہ اب تم اسکو دو چار تھپڑ بھی لگا سکتے ہو، لیکن یہ مار پیٹ کوئی روز مرہ کی بات نہیں ہوتی، ایسے تو بہت کم معاملات پیش آتے ہیں، روز مرہ میں تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جس پر انسان غصہ کرتا ہے، اسلئے جلدی ہاتھ اٹھا دینا یہ مردوں کی کوتاہی اور زبان جلدی چلا دینا یہ عورتوں کی کوتاہی ہے اور کئی گھروں میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ عورت کی زبان رکتی ہے اور نہ مرد کا ہاتھ رکتا ہے، پھر یہ لوگ پر سکون زندگی کیسے گذار سکیں گے۔

گر کی بات

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی عالم کے سامنے بیٹھے تو اپنی زبان کو سنبھال

کر بیٹھے کہ اگر زبان سے کوئی لفظ ادھر ادھر کا نکل گیا تو وہ شریعت کا فتویٰ اسکو بتا دیں گے اور اگر حاکم کے سامنے بیٹھو تو اپنی آنکھ کو سنبھال کر بیٹھو، اگر آنکھ ادھر ادھر گئی تو حاکم اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے گا اور اہل اللہ کے پاس بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو اسلئے کہ یہ لوگ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں، بندے کے دل کی کیفیت اور بات اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر منعکس کر دیتے ہیں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ لمبی زبان ہمیشہ زندگی کو چھوٹا کر دیتی ہے، یعنی زبان کی وجہ سے بندہ ایسی مصیبتوں اور غموں میں گھرا ہوتا ہے، کہ وہ غم پھر اسکی زندگی کو کم کر دیتے ہیں، تلوار کا وار جسم پر پڑتا ہے، جب کہ زبان کا وار دل پر پڑا کرتا ہے، تلوار کا وار مندمل ہو جایا کرتا ہے، لیکن زبان کا لگا زخم جلدی مندمل نہیں ہوتا، بلکہ جن رشتے اور ناطوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی زبان ان رشتے اور ناطوں کو ایک لفظ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہے، تو تلوار کا نقصان اتنا نہیں ہوتا جتنا زبان کا ہوا کرتا ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بند منہ کے اندر مکھیاں نہیں پڑا کرتیں، مکھی منہ میں تب پڑے گی جب منہ کھلے گا، تو معلوم ہوا کہ انسان سے غلطی اور کوتاہی بھی ہوگی جب زبان کھلے گی، اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اکثر بات سنا کریں اور تھوڑا بولا کریں، سننے کیلئے اللہ نے دو کان دیئے اور بولنے کے لئے اللہ نے ایک زبان دی تو کسی شاعر نے اسکو یوں کہا

کہے ایک جب سن لے انسان دو

خدا نے زباں ایک دی، کان دو

چوں کہ کان دو ہیں اسلئے دو باتیں سننے کے بعد پھر آپ ایک بات کا جواب دیا کریں، یعنی سنا زیادہ کریں اور بولا کم کریں۔

زندگی کی بنیاد سچ پر رکھیں

بعض اوقات ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ ہم زبان سے سچ اور جھوٹ بول کر سب لوگوں کو راضی اور مطمئن کر لیں گے، سچ کا بول بالا ہوتا ہے، جھوٹ

چاہے کتنا ہی تیز کیوں نہ ہو سچ ہمیشہ اس کو پکڑ لیا کرتا ہے، تو اسلئے زندگی کی بنیاد سچ پر رکھنے کی ضرورت ہے، حضرت علی ؓ فرمایا کرتے تھے [اَلمَرْءُ تَحْتَ لِسَانِہٖ] ''کہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے'' کیا مطلب؟ کہ جب تک تم بات نہ کرو تب تک تم اسے عقلمند ہی سمجھو گے، بیوقوفی کا پتہ تو تب چلے گا جب بات کروگے، تو بیوقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ جب بولتا ہے تو خود ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ بیوقوف ہے، اسی لئے کسی نے کہا کہ عقلمند سوچ کر بولتا ہے اور بیوقوف بول کر سوچتا ہے، پہلے زبان سے کچھ کہدیا پھر سوچنے لگا کہ اوہو میں نے یہ بات کیوں کہدی، اسلئے ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ پہلے تولو پھر بولو، کہ بات کرنے سے پہلے ہم سوچا کریں، خود جائزہ لیں کہ یہ بات ہمیں کرنی بھی چاہیے کہ نہیں، تو پہلے تولو پھر بولو۔

موقع پر گفتگو

''اس لئے کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے''

ہمارے علاقہ میں ایک خاتون گزری ہیں، جنکو حاتم طائی کی بیوی کہا جاتا تھا نیک اور دیندار، مالدار خاوند کی بیوی تھی، انکا گھر جس بستی میں تھا اسکے قریب سے ایک عام سڑک گزر رہی تھی، دیہاتوں کے لوگ اپنی بستیوں سے چل کر اس سڑک تک آتے اور بسوں کے ذریعہ پھر شہروں میں جاتے، کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ وہ جب پہنچتے، تو بس کا آخری وقت ختم ہو چکا ہوتا، رات گہری ہو چکی ہوتی اب ان مسافروں کو بس نہ ملنے کی وجہ سے انتظار میں بیٹھنا پڑتا اور بیٹھنے کے لئے کوئی خاص جگہ بھی بنی ہوئی نہیں تھی، اس نیک عورت نے جس کا شوہر خوش حال تھا اپنے خاوند کو یہ تجویز پیش کی کہ کیوں نہ ہم مسافروں کے لئے ایک چھوٹا سا مسافر خانہ بنا دیں تاکہ وقت بیوقت لوگ آکر آئیں اور انکو سواری نہ ملے تو وہ لوگ ایک کونے میں بیٹھ کر وقت گذار لیں، خاوند نے مسافر خانہ بنوا دیا، لوگوں کے لئے بڑی آسانی ہوگئی جب بھی

لوگ آتے تو اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر انتظار کر لیتے، پھر اس نیک عورت کو خیال آیا کہ کیوں نہ ان مسافروں کے لئے چائے پانی کا تھوڑا سا نظم ہی ہو جائے، چنانچہ اسکو جو جیب خرچ ملتا تھا اُسنے اسمیں سے مسافروں کیلئے چائے پانی کا نظم کر دیا، اب مسافر اور خوش ہو گئے اور اس عورت کو اور زیادہ دعائیں دینے لگے، وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں میں یہ بات بہت پسند کی جانے لگی کہ اللہ کی نیک بندی نے لوگوں کی تکلیف کو دور کر دیا، حتیٰ کہ اس کو اور چاہت ہوئی اس نے اپنے خاوند کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہوا ہے، ہم اگر کھانے کے وقت میں ان مسافروں کو کھانا بھی کھلا دیا کریں تو اس میں کونسی بڑی بات ہے، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ہم لگائیں گے چنانچہ خاوند مان گیا نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے نیکی کے کام کروایا کرتی ہیں، یہ نہیں ہوتا کہ کوئی تو تاج محل بنوائے اور کوئی گلشن آرا کا باغ بنوائے، یہ تو بیوقوفی کی باتیں ہیں، کہ دنیا کی چیزیں بنوالیں یہ کیا یادگار رہوئی، یادگار تو وہ تھی جو زبیدہ خاتون نے چھوڑی، کہ جنگل نہر سے لاکھوں انسانوں نے پانی پیا اور اپنے نامۂ اعمال میں اسکا اجر لکھا گیا، تو نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے ہمیشہ نیک کاموں میں خرچ کرواتی ہیں، چنانچہ شوہر نے مسافروں کے لئے کھانے کا انتظام بھی کر دیا، لہذا جب مسافروں کو کھانا بھی ملنے لگا تو بہت سے مسافر رات میں وہاں ٹھہر جاتے اور اگلے روز بس پکڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے، یہاں تک کہ وہاں پر سو پچاس مسافر رہنے لگ گئے، کھانا پکتا لوگ کھاتے اسکے لئے دعائیں کرتے، اب کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ خیر خواہ بھی ہوتے ہیں، جو خیر خواہی کے رنگ میں بدخواہی کر رہے ہوتے ہیں، دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے آدمیوں میں سے ایک دو نے اسکے خاوند کو بات کی کہ جی تمہاری بیوی تو فضول خرچ ہے، سو پچاس بندوں کا کھانا روز پک رہا ہے، یہ فارغ قسم کے لوگ نکھٹو اور نالائق قسم کے لوگ، آکر یہاں پڑے رہتے ہیں کھاتے رہتے ہیں، تمہیں اپنے مال کا بالکل احساس نہیں یہ تو تمہیں ڈبو کر رکھ دے گی، انہوں نے ایسی باتیں کہیں کہ خاوند نے کہا

کر اچھا ہم انمو چائے پانی تو دیں گے البتہ کھانا دینا بند کر دیتے ہیں، چنانچہ کھانا بند کر دیا گیا، جب عورت کو پتہ چلا تو اس عورت کے دل پر تو بہت صدمہ گذرا، مگر عورت سمجھدار تھی وہ جانتی تھی کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کے مانند ہوتی ہے، اسلئے مجھے اپنے خاوند سے الجھنا نہیں، موقع پر بات کرنی ہے، تا کہ میں اپنے خاوند سے بات کہوں اور میرے خاوند کو بات سمجھ میں آ جائے، چنانچہ دو چار دن وہ خاموش رہی ایک دن وہ خاموش بیٹھی تھی، خاوند نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ خاموش کیوں بیٹھی ہو کہنے لگی کہ بہت دن ہو گئے گھر میں بیٹھے ہوئے سوچتی ہوں کہ ہم ذرا اپنی زمینوں پر چلیں، جہاں کنواں ہے، ٹیب ویل ہے، باغ ہے، کہنے لگا بہت اچھا میں تمہیں لے چلتا ہوں چنانچہ خاوند اپنی بیوی کو لیکر اپنی زمینوں پر آ گیا، جہاں باغ تھا، پھل پھول تھے وہاں ٹیوب ویل بھی لگا ہوا تھا، چنانچہ وہ عورت پہلے تو تھوڑی دیر پھولوں میں، باغ میں، گھومتی رہی اور پھول توڑتی رہی پھر اخیر میں آ کر یہ کنویں کے قریب بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا، خاوند سمجھا کہ ویسے ہی کنویں کی آواز سن رہی ہے پانی نکلتا دیکھ رہی ہے، کافی دیر جب ہو گئی تو خاوند نے کہا کہ نیک بخت چلو گھر چلتے ہیں، کہنے لگی کہ ہاں بس ابھی چلتے ہیں اور بیٹھی رہی، کچھ دیر کے بعد اسنے پھر کہا کہ چلو گھر چلیں کہنے لگی کہ ہاں بس ابھی چلتے ہیں اور پھر بیٹھی رہی، تیسری مرتبہ اسنے پھر کہا کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے مجھے بہت سے کام سمیٹنے ہیں، چلو گھر چلتے ہیں کہنے لگی کہ جی ہاں چلتے ہیں اور کنویں میں ہی دیکھتی رہی، اس پر خاوند قریب آیا اور کہا کہ کیا بات ہے؟ تم کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو، تب اس عورت نے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ جتنے ڈول کنویں میں جا رہے ہیں سب کے سب کنویں سے بھر کر واپس آ رہے ہیں لیکن پانی جیسا تھا ویسا ہی ہے، ختم نہیں ہو رہا، اس پر خاوند مسکرایا اور کہنے لگا کہ اللہ کی بندی بھلا کنویں کے پانی بھی کبھی کم ہوئے، یہ تو سارا دن اور ساری رات بھی اگر نکلتا رہے اور ڈول بھر بھر کر آتے رہیں تب بھی کم نہیں ہوگا اللہ تعالی نیچے اور بھیجتے رہتے ہیں، جب اس مرد نے یہ بات کہی تب اس سمجھدار خاتون

نے جواب دیا! کہنے لگی اچھا یہ اسی طرح ڈول بھر بھر کر آتے رہتے ہیں اور پانی ویسا ہی رہتا ہے، نیچے سے اور آتا رہتا ہے؟ خاوند نے کہا کہ تمہیں نہیں پتہ! بیوی نے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آرہی ہے، کہ اللہ نے نیکیوں کا ایک کنواں ہمارے یہاں بھی جاری کیا تھا، مسافر خانہ کی شکل میں، لوگ آتے تھے اور ڈول بھر بھر کر جاتے تھے، تو کیا آپ کو خطرہ ہوگیا تھا کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا اللہ تعالی اور نہیں بھیجے گا، اب جب اپنے موقع پر یہ بات کہی تو خاوند کے دل پر جا کر لگی، کہنے لگا کہ تم نے واقعی مجھے قائل کر لیا، چنانچہ خاوند واپس آیا اور اس نے دوبارہ مسافر خانہ میں کھانا شروع کروا دیا اور جب تک یہ میاں بیوی زندہ رہے، مسافر خانہ کے مسافروں کو کھانا کھلاتے رہے، تو یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ نیک بیویاں فوراً تڑ کی بتڑ کی جواب نہیں دیا کرتیں، بلکہ بات کو سن کر خاموش رہتی ہیں، سوچتی رہتی ہیں، پھر سوچ کر بات کرتی ہیں، انجام کو سامنے رکھ کر بات کرتی ہیں، موقع پر بات کرتی ہیں، اور کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا کہ، مرد اگر غصے میں کوئی بات کر بھی جائے گا تو دوسرے موقع پر وہ خود معذرت کرلے گا، اور کہے گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی لہذا اگر ایک موقع پر آپ نے کوئی بات کہی، اس پر مرد نے کہا کہ میں ہرگز نہیں کروں گا، آپ خاموش ہو جایئے دوسرے موقع پر وہ خوشی سے بات مان لے گا یہ غلطی ہرگز نہ کریں کہ ہر بات کو جواب دینا اپنے اوپر لازم سمجھیں، اس غلطی کی وجہ سے بات بھی چھوٹی ہوتی ہے، مگر بات کا بتنگڑ بنجاتا ہے اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے اندر جدائیاں واقع ہو جاتی ہیں، تو اسلئے "عقلمند عورت پہلے تولے گی اور پھر بولے گی" اسلئے کہ اسے پتہ ہے اگر میں موقع پر بات کہوں گی تو اس بات کا نتیجہ اچھا نکلے گا۔

گھر کی بات گھر میں

یاد رکھنا! جو خاوند اپنی بیوی کا دل پیار سے نہیں جیت سکا، وہ اپنی بیوی کا دل تلوار سے ہرگز نہیں جیت سکتا، دوسرے الفاظ میں جو عورت اپنے خاوند کو پیار سے

اپنا نہ بنا سکی وہ تلوار سے بھی اپنے خاوند کو اپنا نہیں بنا سکے گی، کئی مرتبہ عورتیں سوچتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو کہوں گی وہ میرے خاوند کو ڈانٹے گا، میں اپنے ابو کو بتاؤں گی وہ میرے خاوند کو سیدھا کر دیں گے، ایسی عورتیں انتہائی بیوقوف ہوتی ہیں، بلکہ پرلے درجے کی بے وقوف ہوتی ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بھائی اور اور آپ کے باپ ڈانٹیں گے اور آپ کا خاوند ٹھیک ہو جائے گا، یہ تیسرے بندے کے درمیان میں آنے سے ہمیشہ فاصلے بڑھ جاتے ہیں، جب آپ نے اپنے اور خاوند کے معاملے میں اپنے ماں باپ کو ڈال دیا تو آپ نے تو تیسرے بندے کو درمیان میں ڈال کر خود فاصلہ کر لیا، تو جب آپ خود اپنے اور اپنے میاں کے درمیان فاصلہ کر چکیں، تو اب یہ قرب کیسے ہوگا ؟ اسلئے اپنے گھر کی باتیں اپنے گھر میں سمٹی جاتی ہیں، لہذا یاد رکھئے

اپنا گھونسلہ اپنا کچا ہو یا پکا

خاوند کے گھر میں اگر آپ فاقہ سے بھی وقت گزاریں گی، تو اللہ رب العزت کے یہاں درجے اور رتبے پائیں گی، اپنے والد کے گھر کی آسانیوں اور نازونعمت کو یاد نہ کرنا، ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹیاں ماں باپ ہی کے گھر میں رہتی ہیں، بالآخر انکو اپنا گھر بسانا ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے جو زندگی کی ترتیب ہے اسی کو اپنانا ہوتا ہے، تو اسلئے اگر خاوند کے گھر میں رزق کی تنگی ہے یا خاوند کی عادتوں میں سے کوئی عادت خراب ہے تو صبر و تحمل کے ساتھ اسکی اصلاح کے بارے میں فکر مند رہیں، سوچ سمجھ کر ایسی باتیں کریں، خدمت کے ذریعے سے خاوند کا دل جیت لیں، تب آپ جو بھی بات کہیں گی خاوند مان لے گا ۔

سوچ کر بولئے

بچوں کی تربیت کا ہمیشہ خیال رکھیں، کئی عورتیں بچوں کی چھوٹی سی غلطی پر بچوں کو ڈانٹنا شروع کر دیتی ہیں، بہت سی بار ایسے لفظ منہ سے نکالتی ہیں کہ آدمی

سوچ کر حیران رہ جاتا ہے، بہت سی عورتیں تو روتے ہوئے بچوں کو یہاں تک بد دعا دے دیتی ہیں کہ اس سے تو تیرا مر جانا بہتر تھا، اس قسم کی باتیں اگر ماں اپنے معصوم بچے کے بارے میں خود کرے گی تو گویا وہ اپنی تباہی کو خود دعوت دے رہی ہے، چنانچہ ہمارے مشائخ نے ایک واقعہ لکھا: کہ ایک جاہل عورت تھی، اسکا بچہ بیمار تھا جو روتا رہتا تھا، ماں کو جاگنا پڑتا تھا، ایک بار ماں نے تنگ آ کر کہا کہ تو اگر سو ہی جاتا تو اچھا تھا (مر جاتا) جب اس نے یہ بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکو قبول کر لیا، مگر اس بچے کو اس وقت موت نہیں دی؛ جب بچہ بڑا ہو گیا اور نیک بنا، تعلیم یافتہ بنا، اچھا کاروبار کرنے والا بنا، اتنا خوب صورت اور نیک سیرت کہ اسکو دیکھ کر لوگ حسرت کرتے، کہ کاش ہمارے بچوں کی جوانی بھی ایسی ہوتی، جو بھی اس نوجوان کو دیکھتا، اس نوجوان کے چہرے کی رعنائی کو دیکھتا ہی رہجاتا، جب عین اسکے شباب کا عالم تھا، تو ماں نے اسکی شادی کا انتظام کیا اور جب شادی میں چند دن باقی رہ گئے تو اللہ رب العزت نے اسکو موت دیدی، عین شباب کے عالم میں جب وہ نوجوان مرا، اب ماں اسکی پاگل بن گئی، روتی پھرتی ہے، کہتی ہے کہ میرا بیٹا جوان تھا اللہ نے مجھ سے چھین لیا، حالاں کہ اسکو پتہ نہیں کہ یہ تو اسکی اپنی مانگی ہوئی بد دعا تھی، مگر اللہ نے پھل کو پکنے دیا، جب پھل پک گیا، تو اس پکے ہوئے پھل کو توڑا، تا کہ تجھے پتہ چلے کہ تو نے کس نعمت کی ناقدری کی تھی، اسلئے عورتیں بسا اوقات اپنی زبان سے مصیبتوں کو بلا بیٹھتی ہیں، ہمیں چاہیئے کہ زبان سے جب بھی کوئی الفاظ نکالیں ذرا سوچ سمجھ کر نکالیں۔

سخت کلامی سے پرہیز

شوہر کے ساتھ جب بات کیا کریں تو ملائم بات کرنے کی کوشش کریں، بلکہ یہ بات یاد رکھیں کہ، ملائم جواب بعض اوقات شوہر کے غصے کو ختم کر دیا کرتا ہے سامنے والا بندہ کتنے ہی غصے میں کیوں نہ ہو اگر آپ اسکو ملائم بات کہیں گی تو اسکا غصہ فوراً دور

ہو جائے گا، اللہ تعالٰی نے زبان کے اندر ہڈی نہیں بنائی، اسکے اندر نرم لوتھڑا بنایا مقصد کیا تھا؟ اے میرے بندے جس طرح میں زبان کو نرم بنارہا ہوں اسی طرح تو اپنی گفتگو کو بھی نرم رکھنا، تاکہ دل ملے رہیں، دلوں کے اندر نشتر نہ چبھتے پھریں، تو ہم جب اپنی نرم زبان سے سخت الفاظ نکالتے ہیں تو لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

حکماء کا قول

حکماء نے لکھا ہے: کہ زبان کی صورت دیکھ کر ڈاکٹر کو اس بندے کے باطنی کا اندازہ ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح زبان کی شیرینی کو دیکھ کر بندے کی خوش اخلاقی کا اندازہ ہو جاتا ہے، تو آدمی کی گفتگو بتادیتی ہے کہ یہ کیسا انسان ہے یہ سنورا ہوا انسان ہے یا بگڑا ہوا انسان ہے، اسلئے ہم اپنی زبان کو اچھے انداز سے استعمال کریں۔

برائی کا جواب اچھائی سے

اور اگر کوئی بندہ ہمیں بری بات کہہ رہا ہو، تو ہم برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دیں، اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ "تم برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دو" تو اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ﴿ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴾ (پ ۲۴ حم سجدہ) "جو تمہارا جگری دشمن ہے، وہ تمہارا پکا یار بن جائے گا" یعنی وہ تمہارا دوست بن جائے گا، لھذا اگر ہم کوئی برا کلمہ سنیں، تو اسکا جواب نہ دیا کریں اسلئے کہ جو بندہ ایک برا کلمہ کہہ سکتا ہے وہ اور بھی برے کلمات کہہ سکتا ہے۔

اللہ تعالٰی کو چھ چیزیں ناپسند ہیں

اللہ تعالٰی کو چھ چیزوں سے بہت نفرت ہے

(۱)...... "اونچی آنکھیں"، گلی بازار میں چلتے ہوئے آنکھیں ایک دوسرے کو بھی

پھریں، ایسی اونچی آنکھیں اللہ رب العزت کو ناپسند ہیں۔

(۲)...... ''جھوٹی زبان'' کہ جب بولے تو جھوٹ نکلے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ نیکیاں لکھنے والے فرشتے اس سے بہت دور ہوجاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اللہ تیرا ناس کرے کہ تیرے منھ سے کتنی بو نکلی۔

(۳)...... ''برے منصوبے باندھنے والا دل'' کئی مرتبہ انسان کے دل پر ظلمت اتنی ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت یہ منصوبہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ میں گناہ کیسے کرسکوں، ایسا دل اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے۔

(۴)...... برائی کی طرف چلنے والے قدم اللہ کو ناپسند ہیں

(۵) بے گناہ انسان کو دکھ دینے والے ہاتھ، اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہیں، کئی مرتبہ ہم نے دیکھا گھروں کے اندر عورتیں خدمت گزار اور نیکوکار ہوتی ہیں، اور مرد خود برے ہوتے ہیں اور ان عوتوں کو وہ چھوٹی چھوٹی بات پر دکھ دے رہے ہوتے ہیں، ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کے نزدیک انتہائی برے ہوتے ہیں،

(۶)...... جدائی ڈالنے والا انسان، کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا کہ کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ دو انسانوں کے دمیان جدائیاں ڈالدیتی ہیں مثلاً ایسی بات کرتی ہیں کہ بیٹا اپنی ماں سے جدا ہوجائے، یا بھائی بہن سے جدا ہوجائے، تو اسنے دو انسانوں کے درمیان جدائی ڈالدی، یا خاوند ایسی بات کرے، کہ اپنی بیوی کو اپنے محرم رشتے داروں سے دور کردے تو گویا اسنے بھی دو انسانوں کے درمیان جدائی ڈالدی جن رشتوں اور ناتوں کو اللہ رب العزت نے جوڑنے کا حکم دیا، جو بندہ ان رشتوں ناتوں کو توڑے گا اللہ کے یہاں وہ برا انسان ہوگا، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ شب قدر میں اللہ رب العزت بڑے بڑے گنہگاروں کی بخشش فرمادیتے ہیں مگر چند گنہگاروں کی بخشش نہیں کرتے، جن میں سے ایک وہ انسان جو دو مسلمانوں کے درمیان تفرق ڈالنے والا ہوگا، جدائی ڈالنے والا ہوگا، لہذا اگر ایسا ہے تو اس بات کو سوچے کہ میں

نے اگر یہاں اپنے بیٹے یا اپنی بہو کے درمیان فاصلہ کیا تو میری شب قدر میں بھی بخشش نہیں ہوگی، تو پھر باقی دنوں میں میری بخشش کیسے ہوگی؟ بیوی سوچے کہ اگر میں نے بیٹے کو ماں سے جدا کر دیا تو شب قدر میں بھی میری بخشش نہیں ہوگی۔

جھوٹ کے موقع سے بچیے

کئی مرتبہ عورتیں گول مول سی باتیں کرتی ہیں، گول مول سی بات کا مطلب جھوٹ ہوتا ہے، ایسا کام نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جھوٹ بولنا پڑے، کوئی ایسا کام نہ کرے کہ جس کی وجہ سے آپ کو اپنی باتیں چھپانی پڑیں، جب بھی عورت کوئی ایسا کام کرے گی تو اسکو اپنے خاوند سے چھپانے کی ضرورت محسوس ہوگی، وہ سمجھ لے کہ میں اسمیں کوئی گناہ کہیں نہ کہیں ضرور کر رہی ہوں، اور کئی مرتبہ تو بچیاں ایسے روگ پال لیتی ہیں کہ جن کو ہر ایک سے چھپانا پڑتا ہے، بار بار جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اور اللہ کے یہاں جھوٹوں میں اسکا نام شمار کر لیا جاتا ہے، اسلئے ایسے گناہوں سے بچنا چاہیے جس کی وجہ سے انسان کی ساری زندگی میں جھوٹ ہی جھوٹ آجائے ہمیشہ اللہ رب العزت کی مدد سچ کے ساتھ ہوتی ہے، اگرچہ آپ دیکھ رہی ہوں کہ جھوٹ بولنے سے مصیبت ٹل جائے گی، عقل بتا رہی ہے کہ جھوٹ بولنے سے معاملہ حل ہو جائے گا، مگر یاد رکھنا کہ سچ کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے، آپ ہر حال میں سچ بولیں گی، اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی، وہ معاملات کو اور حالات کو آپ کیموافق کر دیں گے، آپ مشاہدوں کو نہ دیکھیں کہ جھوٹ بول کر نجات مل گی، بلکہ آپ اللہ کے حکم کو دیکھیں کہ ہمیں سچ بولنے کا حکم ملا ہے، اس لئے سچ بولنے والے انسان کا مدد کرنے والا پروردگار خود ہوا کرتا ہے۔

کاندھلہ کا واقعہ

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا انگریز

کی عدالت میں پہنچا جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب یہ سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا تو ہم اس پر مندر بنائیں گے، اب بات تو دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا، حتی کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا، اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی، خون خرابا ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اسمیں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے، جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعہ مسلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان عالم کا نام تنہائی میں بتائیں گے، آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دید یجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دیدیجئے، جب جج نے دونوں فریقان سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے، مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہوا تو وہ مسجد بنانے کے لئے بات کریگا، چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دیدی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا، اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے سب کو در ہے تھے، نعرے لگا رہے تھے، ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حکم بنالیا ہے وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہو گا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے، لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بتایا، جو کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی سچی

زندگی عطا فرمائی تھی، چنانچہ جب ہندوؤں نے ان کا نام لیا تو انگریز نے اگلی پیشی کے موقع پر ان کو بھی بلوالیا، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ تو سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے، چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتائیے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے ان کو چوں کہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندو کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ "آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا" جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے، تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولو کہ مسجد بنے گی، مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا، سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھادی، تو کئی مرتبہ عورتوں کو نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کیلئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا۔

سچ کام بنا دیتا ہے

چنانچہ اس قسم کے کئی واقعات ہمارے اسلاف میں گزرے حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایران کا ایک شہزادہ جو مسلمانوں کے ساتھ بہت زیادہ جنگ کرتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا تھا وہ ایک مرتبہ گرفتار ہو کر حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا، جب آپ نے جلاد کو بلالیا، اس وقت شہزادہ بھی سامنے کھڑا تھا، تو آپ نے شہزادہ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی ضرورت خواہش ہے؟ کیونکہ عام طور پر جس پر یہ حد جاری کی جاتی ہے اس سے پوچھا جاتا تھا، اس نے کہا کہ مجھے پانی پینے کی تمنا ہو رہی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو پانی کا پیالہ دے دو، چنانچہ پانی کا پیالہ جب اسے دیا گیا، تو وہ شہزادہ پی نہیں رہا تھا ہاتھ کانپ رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ تو پانی کیوں نہیں پیتا، وہ کہنے لگا مجھے اس جلاد کی تلوار کا خوف ہے کہ کہیں میں پانی پینے لگوں اور یہ تلوار کا وار کر کے میری گردن اڑادے حضرتؓ نے فرمایا تم مطمئن رہو کہ جب تک تم پانی نہیں پی لوگے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا، تو اس شہزادہ نے چالاکی یہ کی کہ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرادیا، پانی زمین میں جذب ہو گیا، وہ کہنے لگا کہ اے مسلمانوں کے امیر المومنین! اپنے وعدے پر پکے رہئے کیونکہ میں نے پانی نہیں پیا، اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے، اب حضرت عمرؓ کے سامنے یہ ایسا موقع تھا کہ ایک طرف تو اتنا بڑا دشمن اسلام کھڑا ہے اور دوسری طرف زبان کا قول ہے، عقل کہتی ہے کہ تم اس کی بات کو نہ سنو اور اس کی گردن اڑادو، کیونکہ یہ اسلام کو نقصان دینے والا بندہ ہے، حضرت عمرؓ کی سچی سچی زندگی تھی آپ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا کہ میں نے قول دے دیا تھا لہٰذا چونکہ وہ پانی تم نے نہیں پیا ہم تمہیں قتل نہیں کر سکتے، اس لئے میں تمہارے قتل کا حکم واپس لیتا ہوں، جب آپ نے قتل کا حکم واپس لے لیا، تو مسلمان بڑے حیران ہوئے کہ یہ شہزادہ اپنی چالاکی کی وجہ سے پھر بچ نکلا، لیکن حیرانی اس بات پر ہوئی کہ جب اس کو معافی کا حکم نامہ سنایا تو وہ کہنے لگا امیر المومنین! میں نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اگر جلاد کو دیکھ کر میں کلمہ پڑھ لیتا تو دنیا کہتی کہ شہزادہ تھا موت کے ڈر کی وجہ سے مسلمان ہو گیا، میں نے ایک حیلہ اختیار کیا جس سے کہ اب میری جان بچ گئی آپ

مجھے قتل نہیں کر سکتے، اب میں آزاد ہوں اپنے دل سے کہتا ہوں کہ جس دین کے اندر اتنا سچ کا احترام ہے، میں بھی اسی دین کو قبول کرتا ہوں، چنانچہ وہ شہزادہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کئی معاملات میں اس کے ساتھ مشورے کرتے تھے وہ اسلام کا دشمن پھر اسلام کا بڑا جرنیل بن کر زندگی گزارنے والا بن گیا، اس واقعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عقل کہتی ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جان چھوٹ جائے گی، ہرگز نہیں، ہم سچ بولیں گے سچ ہمیشہ آسان راستہ ہوتا ہے اور سچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔

کعب ابن مالکؓ کا سچ

تین صحابہء کرام ایک جہاد میں شریک نہ ہو سکے (کچھ منافقین بھی تھے جو شریک نہیں ہوئے) صحابہ کے دل میں تھا کہ ابھی جائیں گے ابھی جائیں گے، یہاں تک کہ لشکر واپس بھی آ گیا، منافقین حضور علیہ السلام کے پاس آتے اور بہانے بنا کر کے چلے جاتے، نبی علیہ السلام انکی باتیں سن کر انکو جانے کی اجازت دیدیتے منافقین یہ سمجھتے کہ ہماری جان چھوٹ رہی ہے، مگر یہ صحابہ چونکہ سچے لوگ تھے انہوں نے دل میں سوچا کہ اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو نبی علیہ السلام کو تو تھوڑی دیر کے لئے مطمئن کر دیں گے مگر ہمارا معاملہ تو پروردگار کے ساتھ ہے جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، یہ جھوٹ ہمارے لئے تباہی کا باعث بن جائے گا، چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سچی بات کہدی، کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے نہیں جا سکے، آج کل آج کل کرتے رہے نیت ضرور جانے کی تھی مگر بس سستی آ گئی، یہاں تک کہ آپ جہاد سے واپس بھی آ گئے،، اس پر نبی علیہ السلام نے انکے ساتھ بول چال بند فرما دی، اور صحابہ سے بھی کہا کہ تم بھی انکے ساتھ بول چال بند کر دیجیے، حتی کہ انکی بیویوں کو بھی کہا کہ انکے ساتھ بول چال بند کر دیجیے، اس واقعہ سے بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں

کس طرح سے انکو آزمائشوں سے گزرنا پڑا، مگر کافی دنوں کے بعد بالآخر وہ دن آیا جب پروردگار نے قرآن میں آیتیں اتاریں، ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ انکی یہ حالت بن گئی تھی کہ ”زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی تھی، ﴿وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ﴾ (پ۱۱التوبہ) اور ”انکا یہ گمان تھا کہ اب اللہ کے سوا انکا کوئی ملجاً وماوی نہیں“ اس پروردگار نے دستگیری فرمائی ان پر وحی اتری، نبی علیہ السلام نے خوشخبری سنائی، صحابہ پھر ان سے محبت کرنے لگ گئے اور اللہ نے انکی توبہ کے قبول کرنے کا تذکرہ خود قرآن پاک میں فرما دیا معلوم ہوا کہ جو انسان جھوٹ بولتا ہے اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے اور جو سچ بولتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماتے ہیں۔

ایک واقعہ

میرے ایک تعلق والے دوست ہیں جو بیعت ہوئے اور اللہ نے انکو نیکی زندگی دی اور وہ وکیل تھے اور آپ جانتے ہیں کہ وکیل کی زندگی میں جھوٹ کتنا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ یہ بندہ اتنا بڑا وکیل تھا کہ لاکھوں میں کھیلنے والا انسان تھا، محل نما مکان میں زندگی گذارنے والا تھا، زندگی اسکی بڑی عیش وآرام میں گذر رہی تھی شہر کے سارے وکیلوں میں اسکی سب سے اچھی پریکٹس تھی، یہ بڑا چرب زبان انسان تھا، ایسی بات کرتا کہ جھوٹے سچے سب مقدمے جیت لیا کرتا تھا، لوگ اسکے پاس بڑی بڑی فیس دے کر مقدمے لے جاتے، اور اسکو اپنا وکیل بناتے تھے، لیکن جب یہ بیعت ہوگیا اب اسکو احساس ہوگیا کہ نہیں مجھے اب سچ بولنا ہے، اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے وکیل کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی، حالاں کہ وکیل کے بارے میں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تو جھوٹے ہی ہوتے ہیں یہ لویر (LOYAR) نہیں ہوتے یہ تو لایر ہوتے ہیں (LAYAR) بلکہ کسی نے تو یہ شعر کہہ دیا۔

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا

لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہوگئے

تو لوگ تو وکیلوں کو اختیار بنا لیتے ہیں، مگر ان وکیلوں میں یہ بھی ایک وکیل ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ نسبت جوڑی، یہ ہمارے مشائخ نقشبند کی نسبت کا نور تھا، دل کو بدل کر رکھ دیا، اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا، نہ کوئی جھوٹا مقدمہ لوں گا، بیوی بھی نیک تھی وہ بھی سلسلہ میں بعیت تھی، اس نے بھی کہا ٹھیک ہے، فاقہ کے ساتھ گزارہ کرلوں گی مگر مجھے حرام کمائی نہیں چاہئے میں جہنم کا ایندھن نہیں بننا چاہتی، نیک بیویاں نیک کام میں حامل کردار ہوا کرتی ہیں، خاوند کو تسلی دیا کرتی ہیں، چنانچہ ان وکیل صاحب نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ میں نے جھوٹ چھوڑ دیا ہے، اور اس نے اپنی وضع قطع بھی نیکوں والی بنالی اپنے چہرے پر نبی علیہ السلام کی سنت سجالی، اب پگڑی بھی باندھنے لگا، لمبا کرتا بھی پہننے لگا، شریعت وسنت کے مطابق ہر کام کرنے لگا، اب جب یہ انسان اپنے دفتر میں جا کر بیٹھتا، لوگ اس کے پاس مقدمہ لے کر آتے یہ انہیں کہتا میاں اگر تم سچ پر ہو تو مقدمہ مجھے دو اور اگر جھوٹ پر ہو تو میں تمہارا مقدمہ نہیں لے سکتا، لوگ کہتے نہیں نہیں آپ سچے ہیں، یہ اگلی بات کرتا کہ اگر مقدمہ کی پیروی کے دوران دوسرے فریق کے دلائل سن کر مجھے یہ محسوس ہو گیا کہ تم جھوٹے ہو تو میں مقدمہ کے درمیان پیروی کرنا چھوڑ دوں گا، اس پر لوگ گھبرا جاتے کہ جھوٹ کھل جائیگا چنانچہ لوگ اس کے پاس آنے بند ہو گئے یہ سارا دن وہاں پر جاتا اور سارا دن دفتر میں بیٹھ کر آ جاتا، ایک بندہ بھی اس کے پاس نہ آتا، ایک سال پورا گذر گیا کوئی مقدمہ نہ آیا، پریکٹس زیرو ہو گئی، جو کچھ پیسے تھے وہ ختم ہونا شروع ہو گئے، لوگ ان کو بے وقوف کہتے، کوئی کہتا دماغ خراب ہو گیا، کوئی کہتا پیروں نے اس کی زندگی خراب کر دی، کوئی کچھ بولتا کوئی کچھ بولتا مگر یہ نوجوان انسان، ڈٹا رہا، کسی نے کہا کہ جب جھوٹ نہیں بولنا، وکالت چھوڑ دو، اور اس کے بعد تم کوئی اور پیشہ اختیار کر لو، کہنے لگا نہیں تو میں تو اسی پیشہ میں رہ کر سچ بولنا چاہتا ہوں، اللہ نے استقامت بخشی، چنانچہ یہ بھی ڈٹا رہا اور لوگ بھی اس کے پاس ڈر کے مارے نہ آتے حتیٰ کے پورا سال زیرو اس کی کمائی رہی، اور جو کچھ تھا وہی گھر

میں تنگی آنی شروع ہوگئی، عیش و آرام کی زندگی، فقر و فاقہ کی زندگی میں بدل گئی، حتیٰ کے ججوں میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ وکیل کو پتہ نہیں کیا ہوگیا، اچھی بھلی زندگی تھی اس نے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیا، اس بات پر لوگ اس کا مذاق بھی اڑاتے، ٹوک کر جاتے، طعنہ بھی دے جاتے، وہ سب کی کڑوی کسیلی سن لیتا، اور خود ہی سوچتا، پہلے زمانہ میں اسلامی زندگی اختیار کرنے پر پتھر پڑا کرتے تھے، آج کے دور میں دوست احباب زبان سے گولیاں مارتے ہیں، یہ میرے لئے پتھر کی مانند ہیں، میں نے آقا کی طرح ان کو برداشت کرنا ہے، چنانچہ وہ ان کو برداشت کرتا رہا ایک سال میں پورے شہر میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ بندہ جھوٹ نہیں بولتا، وکیلوں میں بات پھیل گئی، ججوں میں بھی یہ بات پھیل گئی کہ یہ بندہ جھوٹ نہیں بولتا، چنانچہ ایک سال گذرنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ لوگ جو نیکو کار تھے، علماء تھے، صلحاء تھے، تبلیغی جماعت کے تھے، مدارس کے تھے، جب ان لوگوں کا کوئی مقدمہ ہوتا جو جائز بھی ہوتا تو وہ لوگ ان کے پاس آتے کہ جناب ہمارا ٹھیک مقدمہ ہے، آپ ہمارے مقدمہ کی پیروی کیجئے، یہ ایسے مقدمہ کی پیروی کرتا، جب یہ عدالت میں جاتا اور جج دیکھتا کہ یہ آدمی وکیل بن کر آیا کھڑا ہے، تو جج کے دل میں یہ بات آتی کہ اتنی تفتیش تو ہم بھی نہیں کر سکتے جتنی اس وکیل صاحب نے کی ہوگی، تبھی تو اس نے مقدمہ لیا ہے، چنانچہ وکیل صاحب مقدمہ لے کر آتے جج صاحب جلد ان کے حق میں فیصلہ دیدیتے، اس اچھے گمان کی وجہ سے جو ایک سال کے اندر ان کے دلوں میں اس کا احترام آگیا تھا، سبحان اللہ حتیٰ کے ایک وہ وقت آیا کہ یہ جو مقدمہ لے کے جاتا اسی کے حق میں فیصلہ، جو مقدمہ لے کے جاتا اسی کے حق میں فیصلہ، اب شہر کے لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا، جب ہم سچ پر ہیں مقدمہ ٹھیک ہے، ہم کیوں نہ اس سے شروع کروائیں، اب اللہ نے اس کو اتنا کام دیا پہلے سالوں میں ایک مہینہ میں پانچ لاکھ روپیہ کماتا تھا، اب اس کو ایک مہینہ کی دس لاکھ کی آمدنی شروع ہوگئی، اس کو اللہ نے ڈبل رزق دینا شروع کر دیا، لوگ حیران، اتنی پریکٹس کبھی کسی کی نہیں چلی جتنی اس کی چلی

ہے، سچ بھی بول رہا ہے دگنا رزق بھی پا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے، سچ کو اختیار کرنے پر اللہ نے اسکو عزت بھی دی رزق بھی زیادہ دیا اب پھر اسکی زندگی اسی آرام کے ساتھ گزرنے لگی، اسلئے کہ اب اسکی زندگی میں سچ تھا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حکومت نے ایک تجویز چلائی کہ چند ایسے لوگوں کو لیا جائے اور انکو جج بنا دیا جائے جو بڑے سچے ہوں، اور سچ کا فیصلہ کرتے ہوں، جب ایسی تحریک چلی تو ان وکیل صاحب کا نام آ گیا، سبحان اللہ سچ بولنے کے صدقے انکو جج بنا دیا گیا، پہلے وکیل بن کر عدالت میں نیچے کھڑا ہوتا تھا، اب جج بن کر کرسی کے اوپر بیٹھتا ہے، پھر انکے سچ کی اتنی شہرت ہوئی حتیٰ کہ انکو عدالت کا سب سے بڑا جج بنا دیا گیا، سبحان اللہ وہ جب بھی کبھی اس عاجز کے پاس ملنے کے لئے آتے ہیں میں حیران ہو جاتا ہوں اور انکو یہ بات سمجھاتا ہوں کہ دیکھئے آپ جھوٹ بولتے تھے اللہ نے آپ کو عدالت کی زمین پر کھڑا کر رکھا تھا، آپ نے سچ بولنا شروع کیا اللہ نے آپ کو اس کرسی پر بٹھا دیا، جہاں پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے فیصلے کرتے ہیں، تو سچ سے انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور اللہ رب العزت کے یہاں بھی عزت ملتی ہے، اللہ رب العزت ہمیں سچی اور سچی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمادے، کئی صوفی صافی ایسے بھی دیکھے گئے کہ وہ کاروبار میں تو جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذکر و اذکار سے مجھے تصفیۂ قلب نصیب ہو جائے گا اور تذکیۂ نفس نصیب ہو جائے گا، ایں خیال است و جنوں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا جھوٹ زہر کی مانند ہے، ساری زندگی میں زہر جب تک رہے گا، تب تک ہماری زندگی میں برکت نہیں آسکتی، زندگی کو جھوٹ سے خالی کر لیجئے، اسلئے کہ جو انسان اپنے علم اور ارادے سے جھوٹ بولنا ترک کر دیتا، اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے، لہذا سچ کی زندگی کو اپنا کر اپنے پروردگار کی مدد کو حاصل کر لیجئے، کسی نے کیا اچھی بات کہی پنجابی میں اشعار ہیں

رام راجپ دیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دعا ڑ پئی

گل وچ مالا کاٹھ دی منکے لے پرو
تے دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

اگر دل میں تکبر جھوٹ کی گرہ لگی ہوگی، تو زبان سے اللہ اللہ کہنے سے کیا بنے گا، اس گھنڈی کو کھول لیجئے اور سچی توبہ کر لیجئے، پھر دیکھئے اللہ کے ذکر کی کیا برکات ہوتی ہیں اللہ رب العزت ہمیں اپنی زبان کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائے، زبان کا استعمال بھی ٹھیک ہونا چاہیے اور دل بھی انسان کا نیک ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ زبان تو صابر اور شاکر کی ہو، زبان سے نرم بولتا ہو، یہ تو میٹھی چھری کے مانند ہے اسی لئے فرمایا گیا قرب قیامت میں ایسے لوگ آئیں گے، جن کے لباس بھیڑوں کے بالوں سے بھی زیادہ نرم ہوں گے اور انکی زبان شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوگی، مگر انکے دل بھیڑیوں سے بھی زیادہ سخت ہوں گے، اللہ تعالیٰ دلوں کی سختی سے بچائے منافقت کی زندگی سے بچائے اور ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمائے، اسی لئے کہا کہ ایسے لوگ زندگی میں بہت تھوڑے ملتے ہیں دو چار نہیں دس میں نہیں دو ایک ہی تو دکھلا دو ایسے کہ جو اندر سے بھی باہر کی طرح ہوں، اندر اور باہر ایک جیسے رہنے والے بہت تھوڑے ہوتے ہیں، اگر کسی کو مل جائیں تو کبریت احمر کی طرح قدر کرنے کی ضرورت ہے، اللہ رب العزت ہمیں سچی زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زبان سے ہم جھوٹ کو ختم کر دیں، تاکہ ذکر کے اثرات مرتب ہونے شروع ہوں فرمایا ؎

برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو بدلنے اور اپنی زبانوں کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمادے، اور سچوں میں اللہ تعالیٰ ہمیں شامل فرمادے اور قیامت کے دن سچوں کے قدموں میں ہمارا حشر فرمادے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ابیات شوقیہ

بناؤں گا اپنے نفس سرکش کو اب تو یا رب غلام تیرا
میں چھوڑ کر کاروبار سارے کروں گا ہروقت کام تیرا
کیا کروں گا بس اب الٰہی میں ذکر ہی صبح و شام تیرا
جماؤں گا دل میں یاد تیری رٹوں گا دن رات نام تیرا
ہردم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مشق نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ
میں اے خدا دم بھروں گا تیرا بدن میں جب تک جاں رہے گی
پڑھوں گا ہروقت تیرا کلمہ دہن میں جب تک زباں رہے گی
کوئی رہے گا نہ ذکر لب پر تری ہی بس داستاں رہے گی
نہ شکوۂ دوستاں رہے گا نہ غیبت دشمناں رہے گی
ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مشق نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ
رہا میں دن رات غفلتوں میں عبث یونہی زندگی گذاری
کیا نہ کچھ کام آخرت کا گئی گناہوں میں عمر ساری
بہت دنوں میں نے سرکشی کی مگر ہے اب سخت شرمساری
میں سر جھکاتا ہوں میرے مولیٰ میں توبہ کرتا ہوں میرے باری

ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

میں دین لوں گا میں دین لوں گا نہ لوں گا میں زینہار دنیا
دکھا کے نقش ونگار اپنے لبھائے مجھ کو ہزار دنیا
اے میں خوب آزما چکا ہوں بہت ہے بے اعتبار دنیا
لگاؤں گا اس سے دل نہ ہرگز یہ چار دن کی ہے یار دنیا

ہر دم کروں گا اے مرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

بتان دلبر تو سیکڑوں ہیں مگر کوئی باوفا نہیں ہے
ودود اور لائق محبت فقط ہے تو دوسرا نہیں ہے
کوئی تیرے ذکر کے برابر مزے کی شئ اے خدا نہیں ہے
مزہ کی چیزیں ہیں گو ہزاروں کسی میں ایسا مزہ نہیں ہے

ہر دم کروں گا اے مرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ